دو معاصرین
شاہ ولی اللہ دہلوی اور مرزا مظہر جان جاناںؒ[1] کے باہمی روابط

از مسعود انور علوی کاکوروی

الحذر، الاماں! عجب انتشار اور شورش کا دور تھا۔ عالمگیر کا آخری عہد سلطنت مغلیہ کا دم واپسیں تھا۔ مسلمانانِ ہند ذہنی، تمدنی، مذہبی اور روحانی انحطاط کا شکار ہو چکے تھے۔ مرکز پر اورنگ زیب کے جانشین یکے بعد دیگرے سریر آرائے سلطنت

---

[1] راقم السطور کی نظر سے کتب خانہ خانقاہ کاظمیہ کاکوری ضلع لکھنؤ میں موجود رسالۂ شمسیہ مظہریہ۔ در خصائص نقشبندیہ مجددیہ مؤلفہ حضرت مولانا شاہ نعیم اللہ بہرائچی م ۱۲۱۸ھ مکتوبہ ۱۲۰۴ھ گزرا جس میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے چار ایسے مکتوب بنام حضرت مرزا صاحبؒ مرقوم ہیں جن میں حضرت شاہ صاحبؒ کی نیازمندی و عقیدت کا پتہ چلتا ہے نیز ایسے واقعات بھی درج ہیں جن سے دونوں کے باہمی روابط و ضوابط مترشح ہوتے ہیں۔ یہ چاروں مکتوبات اگرچہ "کلمات طیبات" میں شامل ہو کر طبع ہو چکے ہیں لیکن ناظرین کی دلچسپی کے لئے ترجمہ کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہوتے رہے لیکن ان کے کردار میں وہ صلابت اور پختگی اور ان کے مزاج میں جہاں بانی کا وہ شعور نہیں تھا جو کسی ملک کو استحکام عطا کرتے ہیں۔ ایک طرف علماء ظاہر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

اغلب یہ ہے کہ رسالہ شمسیہ مظہریہ بخط مؤلف موصوف ہے کیوں کہ ان کا درج ذیل مکتوب جو حضرت شاہ تراب علی قلندر کاکوروی رح کے نام ہے اس کا اور رسالہ مذکورہ کا رسم الخط یکساں معلوم ہوتا ہے۔

"حضرتِ سلامت! ہر دو رسالۂ فقیر (انفاس الاکابر و رسالۂ شمسیہ مظہریہ) بمطالعہ گرامی مشرف سازند تا از برکت نظر بزرگان خدا ایں ہر دو نسخہ را حُسنِ قبول عطا فرماید از مدت آرزو داشتم کہ بخدمت شریف آنحضرت و حضرت شاہ محمد کاظم صاحب خود مشرف شدہ از نظر اشرف بگذرانم میسّر نہ شد ناچار مصحوب میاں شیر علی جیو ارسال داشتہ امید کہ بشرف مطالعہ عنایت فرمایند۔ زیادہ بے جز آرزوئے ادراک خدمت بزرگاں چہ عرض نماید۔" رقیمہ مؤلف

"حضرت سلامت! فقیر کے دونوں رسالے انفاس الاکابر و رسالہ شمسیہ مظہریہ ملاحظہ گرامی سے مشرف ہوں تاکہ اللہ والوں کی برکتِ نظر سے بارگاہ حق میں شرف قبولیت عطا ہو۔ ایک عرصہ سے یہ آرزو تھی کہ حضور والا اور حضرت شاہ محمد کاظم صاحب کی خدمت میں حاضری سے مشرف ہوتا۔ لیکن سعادت نہ حاصل ہو سکی۔ مجبوراً میاں شیر علی جیو کے ذریعہ روانہ خدمت ہیں امید ہے کہ ملاحظہ فرما کر عنایت فرمائیں گے۔ بزرگوں کی خدمت کی آرزو ہے اس کے سوا کیا عرض کروں۔"

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کا گروہ تھا جو فروعی اختلافات کے گورکھ دھندے میں الجھ کر عوام کی تیرہ وتاریک زندگی میں کوئی بھی مشعل ہدایت دکھانے کا اہل نہیں تھا۔ اس عہد کے صوفیائے کرام نے اپنے کشف باطن سے روحوں کے اضطراب کو سمجھا۔ اُن کی پُرشور اور پُر تلاطم زندگی کے سیل گراں کو محسوس کیا ان کے لئے نسخۂ شفا وصحت اور اپنے ملفوظات، اپنی تعلیمات اور اپنے رشد وہدایت کے ذریعہ تزکیۂ نفس کے سامان فراہم کیے۔ ان نفوس قدسی میں اس عہد کی دو سرآمد روزگار شخصیتیں حضرت مرزا مظہر جان جاناں (م ۱۱۹۵ھ) اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) تھیں۔ یہ دونوں صاحب دل بزرگ ایک دوسرے کے احوال اور مقامات سے بخوبی واقف تھے۔ ان کے ربط وارتباط نے تصوف اور عرفانِ تصوف کی نئی راہیں کھول دیں اور ایک ایسے صراط مستقیم کی نشان دہی کی جو شریعت وطریقت کے ایک خوشگوار اور حسین مزاج کا مرقع پیش کر رہا تھا۔ نیز جس کی جلوہ آرائی نے عوام کی محفل ہستی کو سنوارا اور نکھارا۔ طوائف الملوکی کے باعث معاشرہ جس ذہنی اور روحانی کرب میں مبتلا تھا اس سے عوام الناس کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

حضرت مولانا شاہ نعیم اللہ بہرائچی رح خلیفہ خاص حضرت مرزا صاحب رح کو بانی خانقاہ کاظمیہ حضرت عارف باللہ شاہ محمد کاظم قلندر (م ۱۲۲۱ھ) سے جو عقیدت اور خلوص تھا وہ ان کے مکتوب سے ظاہر ہوتا ہے، نیز ان کی نیازمندی وعقیدت کا اندازہ اصول المقصود (فارسی مطبوعہ) حضرت شاہ تراب علی قلندر رح صفحہ ۴۲۲ (نزہۃ الخواطر ۷: ۱۰۸) و نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ اردو مطبوعہ (اذکار الابرار) مؤلفہ حضرت شاہ تقی حیدر قلندر کاکوروی رح صفحہ ۳۵۶ (نزہۃ الخواطر ۸: ۱۱۰) میں حضرت شاہ محمد کاظم قلندر کے حال میں مذکور واقعہ سے بھی ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ

آزاد کیا ان کے قلوب پر توجہ کر کے ان کو اپنے نور عرفان سے متجلی کیا۔

زیر نظر مقالہ میں ان دو حضرات کے باہمی ربط وضبط اور تعلقات قریبہ کا ذکر کر کے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان کے اتحاد باہمی سے کیا صحت مند نتائج مرتب ہوئے، کس طرح اس سیاسی، سماجی اور معاشی بدحالی میں مبتلا ہونے کے باوجود اس طوفان بدوش زمانے میں اُن کی کشتئ حیات کو غرقابی سے بچا سکے اور اپنے ملی تشخص کو برقرار رکھا اور یہ اس وجہ سے ہو سکا کہ اسلام ایک تقدیر ہے جو کسی تقدیر و تغیر سے اثر پذیر نہیں ہوتا۔ جب کبھی بدحالی، انشقاق اور اخلاقی پستی کا دور آیا اسلام اور اس کی تعلیمات کی روح کا عرفان رکھنے والے حضرات، اپنے اجتہاد اور اپنی بے پناہ روحانی قوتیں معاشرہ کی مسیحائی کے لئے صرف کرتے رہے۔ انھیں بزرگوں میں وقت کے تقاضے سے حضرت مرزا صاحبؒ اور حضرت شاہ صاحبؒ کو قدرت نے اس دور کے مسلمانان ہند کی نجات اور فوز و فلاح کے لئے اس دنیا میں بھیجا کہ اپنی بلندی کردار اور اپنی ذہنی روشنی سے معصیت و معاصی کی تیرہ و تار فضا کو منور و تاباں کردیں۔

بارہویں صدی ہجری کی یہ دونوں مشہور و معروف عظیم شخصیتیں مزید کسی تعارف و تبصرہ کی محتاج نہیں ہیں یہاں صرف ان کے باہمی روابط پر روشنی ڈالنا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کو حضرت مرزا صاحبؒ کے قوی التصرف ہونے کا ایسا یقین تھا کہ "یکے از فرزندان حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کہ سخت علیل و بیمار بود ہرگز توقع زندگی نداشتند بہ نیت رفع بار و ازالہ مرض پیش حضرت ایشاں فرستادند و طلب صحت و شفا خواستند چنانکہ حق سبحانہٗ تعالیٰ از برکت توجہ نظر شریف ایشاں ہماں وقت شفا بخشید"[1]

---

[1] رسالہ شمسیہ مظہریہ۔ فارسی مخطوطہ سنہ ۱۲۰۴ھ۔ کتب خانہ خانقاہ کاظمیہ کاکوری ص: ۳۴

شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے ایک صاحبزادے سخت بیمار ہوئے جب زندگی کی کوئی امید نہ رہی تو حضرت شاہ صاحبؒ نے ازالہ مرض اور صحت یابی کے لئے حضرت مرزا صاحبؒ کی خدمت میں بھیج دیا۔ شفا اور صحت یابی کے خواہاں و عرض گذار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا (مرزا صاحبؒ) کی توجہ نظر کی برکت سے اسی وقت شفا عطا فرمادی۔

(مندرجہ واقعہ راقم السطور کی نظر سے بجز رسالہ مذکورہ کے اور کہیں نہیں گذرا)

درج ذیل مکتوبات سے حضرت شاہ صاحبؒ کے روابط پر مزید روشنی پڑتی ہے:

خدائے عز و جل آں قیم طریقہ احمدیہ داعی سنت نبویہ را دیرگاہ داشتہ مسلمین را متمتع و مستفید گرداناد از فقیر ولی اللہ عفی عنہ بعد سلام محبت مشام مکشوف ضمیر منیر باد۔ صحیفہ شریفہ کہ مشحون بود بانواع الطاف ورود فرمود و فقیر زادہ شفقت سامی بہ نسبت ایں فقیر و اولاد او تقریر نمود الحمد للہ کہ اہل دل یاد ایں درماندگان میکنند ازیں توقعہا مستحکم می گردد احسن اللہ الیکم واذکرکم اللہ تعالیٰ فیمن عندہٗ لدیکم بابت آں بن درّانی دنیا مدن او اشارتے رفتہ بود۔ مخدوما فقیر

اللہ تعالیٰ (جناب کو) طریقہ احمدیہ کے قائم رکھنے والے، سنت نبویہ کے داعی کو تادیر سلامت رکھے۔ اور مسلمانوں کو آپ کی ذات سے مستفید فرمائے۔ فقیر ولی اللہ کی طرف سے بعد سلام محبت مشام معلوم ہو کہ الطاف و عنایات سے معمور والا نامہ صادر ہو کر کاشف حالات ہوا۔ اور فقیر زادہ سے اس حقیر اور اس کی اولاد پر شفقتوں کا کا حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ آپ ایسے اہل دل حضرات ہم عاجزوں کو یاد فرماتے ہیں اس سے امیدیں اور مستحکم

تا وقتیکہ داعیۂ الہٰی برائے چیزے وارد نشود حقیقت آں حال نمی شناسد تا حال ہیچ داعیہ نشدہ است بظن و تخمین نتواں گفت قلمے شدہ بود کہ بعض دقائق را بصورت اسولہ خواہم نوشت خاطر مشتاق آں دقائق است خدا کند کہ زود آں وعدہ منجز گردد مولوی ثناء اللہ مصابیح و صحیحین استماع نمودند مستعد کتب ستہ بلکہ عشرہ متداولہ اند بہ ہمیں توجہ ہمت سامی توقع ست کہ آمنیہ بہ ظہور رسد و بعد ازاں احرام صحبت شریف بندند ہر قدر یکہ وقت شریف گنجایش کند بہ یک دو کلمہ بہجت افزای ایں فقیر شکستہ بال می باید بود۔ والسلام[1]۔

ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے اور جو متوسلین ہیں اس میں رکھے۔ دڑائی کے آنے نہ آنے کے سلسلے میں ایک اشارہ ہوا تھا۔ مخدوم من فقیر پر جب تک کوئی داعیۂ الہٰی وارد نہیں ہوتا اس کی حقیقت حال سے واقف نہیں ہوتا اس وقت تک کوئی داعیہ وارد نہیں ہوا ہے اور وہ محض خیال سے (از خود) کچھ کرے تو یہ اس کی عادت نہیں۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ بعض حقائق و معارف کو میں بصورت سوالات قلمبند کروں گا میں ان کا از حد مشتاق ہوں اللہ تعالیٰ جلد اس کو پورا فرمائیے۔ مولوی ثناء اللہ مصابیح اور صحیحین سماعت کر چکے ہیں۔ اب صحاح ستہ بلکہ عشرہ متداولہ کے لئے مستعد ہیں۔ توجہ مبارکہ کی برکت سے قوی امید ہے کہ برکات ظاہر ہوں گی۔ اور اس کے بعد جیسے ہی موقع

---

[1] رسالہ شمسیہ مظہریہ ص: ۳۲-۳۱

ملا خدمت اقدس میں حاضر ہوں
گے۔ ایک دو مسرت افزا کلمات اس
فقیر شکستہ بال کے لئے بھی تحریر
فرما دیا کریں۔ والسلام!

خدائے عز وجل آں قیم طریقہ احمدیہ
خصوصاً و طریقہ صوفیہ عموماً و آں متجلی
بانواع فضائل و فواضل را دیرگاہ
سلامت داشتہ ابواب برکات
بر کافہ انام مفتوح گرداناد و مکتوب
گرامی ورود نمود بر صحت مزاج شریف
حمد الٰہی بجا آوردہ شد من بعد کرۃ
بعد اخری اطلاع بر صحت مزاج
یافتہ باشد کہ سبب سرور خواہد بود
ایں مردمی خواہد کہ پیش از وقت
معین مقصد خود حاصل نماید ع
بزم برہم خوردہ بود ست بے جا آمدہ
انچہ از توبہ و تبری از اعوان سوئے
تقریر می نماید خالق خطرات و مالک
ناصیہ تکذیب آں می فرماید۔ فقیر زادہا
بالتماس دعا در حق خویش محتری اند

اللہ تعالیٰ طریقہ احمدیہ کے قائم رکھنے
والے کو خصوصاً اور طریقہ صوفیہ کے
قائم رکھنے والے کو عموماً نیز فضائل و
فواضل سے متجلی رہنے والے (جناب والا)
کو تا دیر سلامت رکھے اور برکات
کے دروازوں کو عام مخلوق پر کھلا
رکھے۔ مکتوب گرامی صادر ہوا۔ خیریت و
صحتوری مزاج پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ اسی طرح
آئندہ بھی خیریت معلوم ہوتی رہا کرے تاکہ
موجب سرور و فرحت ہو یہ خواہش ہے کہ وقت
معینہ آنے سے قبل مقصود حاصل ہو جائے۔
بزم برہم خوردہ بودست بے جا آمدہ
آں جناب نے جو کچھ بھی اعوان سے
تبری و توبہ کی بابت فرمایا ہے۔ خالق
خطرات و مالک ناصیہ اس کی تکذیب
فرماتا ہے۔ فقیر زادے اپنے حق میں

شاہ اہل اللہ بعافیت اند از مسکن فقیر بردہ کردہ می باشند دریں مدت چندیں مرت ملاقات شدہ خیر و عافیت ہمیشہ می آید۔ مشتاق ملاقات شریف اند۔ والسلام!ؔ[۱]

آپ کی دعاؤں کے خواستگار ہیں۔ شاہ اہل اللہ بخیریت ہیں وہ فقیر کے غریب خانہ سے دس کوس کی مسافت پر رہتے ہیں۔ اس عرصہ میں چند بار ملاقات ہوئی خیریت برابر معلوم ہوتی رہتی ہے۔ وہ بھی آپ سے شرف ملاقات کے مشتاق ہیں۔

والسلام!

متع اللہ المسلمین بافادات قیم الطریقۃ الاحمدیۃ ورو ئے ریاض الطریقہ بتوجہات النفس الزکیۃ آمین۔ فقیر ولی اللہ سلام محبت مشام میرساند رقیمہ کریمہ ورود فرمود الحمد للہ علی سلامتکم وعافیتکم از مکارم اخلاق مرجو آنست کہ بدعائے ظہر الغیب کرم فرما باشند انچہ درباب فضیلت مآب عبدالغنی خاں اشارت رفتہ بود علی الراس والعین تاحال باشرف الوزراء

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو طریقہ احمدیہ کے قائم رکھنے والے اور نفس زکیہ کی توجہات سے باغ طریقت کے سیراب کرنے والے کے افادات سے مستفید فرمائے فقیر ولی اللہ کی طرف سے بعد سلام محبت مشام معلوم ہو کہ والانامہ صادر ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت بعافیت رکھے۔ مکارم اخلاق سے امیدوار ہوں کہ غائبانہ طور پر بھی دعاؤں میں یاد رکھیں گے فضیلت مآب

---

[۱] رسالہ شمسیہ مظہریہ ص : ۳۳-۳۲۔

وملا اکرم الابواب مکاتبات مفتوح
نیست بابہر کہ ابواب مکاتبات مفتوح
ست البتہ مقصر نخواہد ماند والسلام
والاکرام فقیر زادگان ہریکے مستدعی
دعاست در اوقات اجابت کرم فرما
باشند[1]

عبدالغنی خاں کے سلسلے میں جو تحریر
فرمایا وہ بسر وچشم۔ ویسے ابھی تک
شرف الوزرا اور ملا اکرم سے کوئی
خط وکتابت نہیں ہے اور جن سے
خط وکتابت ہے ان کے سلسلے میں
کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔ والسلام والاکرام
فقیر زادے آپ کی قبولیت کے
اوقات میں اپنے لئے خاص دعاؤں
کے مستدعی ہیں۔

خدائے عزوجل آں قیم طریقہ احمدیہ را
دیرگاہ سلامت داشتہ ابواب فیوض
بر بندگان خود مفتوح داراد۔ از فقیر
ولی اللہ عفی عنہ بعد سلام واضح باد
کہ مولوی ثناء اللہ با رقیمہ کریمہ
رسیدند موجب مسرت گردید قصد
اینجانب بسبب بعض اسباب کہ شرح
آں بسطے میخواہد اتفاق افتاد توقع
آنست کہ در اوقات مرجوہ دعا سلامت

اللہ تعالیٰ طریقہ احمدیہ کے قائم رکھنے
والے کو تادیر سلامت رکھے۔ اور فیوض
کے دروازے اپنے بندوں پر کھلے
رکھے۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب
سے بعد سلام معلوم ہو کہ مولوی
ثناء اللہ والا نامہ لیکر پہنچے ازحد
خوشی ہوئی۔ ان کا یہاں آنا بعض وجوہات
کی بناء پر تھا جو تفصیل طلب ہیں۔ امید
ہے کہ اپنے خاص اوقات میں بندۂ ضعیف

---

[1] رسالہ شمسیہ مظہریہ ص: ۳۳۔

از آفات ظاہرہ و باطنہ در حق بندۂ ضعیف و فرزندان و متعلقان بوجوہ می آمدہ باشد والسلام میاں اہل اللہ شفا الا قلیلے از جراحات باقیست امیدواری آنست کہ آں نیز بہ شود از جانب فقیر کہ فقیر آنجاست بردہ کردہ ہستند ازیں سبب نامہ علیحدہ نوشتہ اند۔ [1]

اور اس کے فرزندوں نیز متعلقین کے حق میں ظاہری و باطنی آفات سے سلامتی کی دعا فرمائیں گے۔ والسلام۔ میاں اہل اللہ کو پہلے سے بہت فائدہ ہے۔ اب بہت تھوڑا سا زخم باقی ہے امید ہے کہ وہ بھی اب جلد مندمل ہو جائے گا وہ چونکہ فقیر کے غریب خانہ سے دس کوس کی مسافت پر رہتے ہیں اس وجہ سے علیحدہ عریضہ لکھا ہے۔

یہ تھا حضرت شاہ صاحبؒ کے مکتوبات کی روشنی میں دونوں کے باہمی روابط کا جائزہ۔

صاحب القول الجلی کا بیان بھی ان روابط پر مزید روشنی ڈالتا ہے فرماتے ہیں کہ

"مرزا جان جاناں کہ از مشاہیر مشائخ طریقہ نقشبندیہ احمدیہ اند با یاران خویش بعیادت آمدند و خلوت ساختند کہ بجز چند کس از مخصوصان

---

[1] رسالۂ شمسیہ مظہریہ ص : ۳۳-۳۴

کہ ایں بندہ طفیلی شاں بود دیگرے نبود
پس حلقہ مراقبہ شد وقریب نیم پاس ہم ہماں صحبت
ماند بعد ازاں مجلس مراقبہ منقضی شد و مرزا رخصت
خواستند ازاں وقت حال مزاج شریف متغیر گشت
پس ازاں آناً فاناً انتقال ظہور نمودند تاکہ وقت ظہر
ہماں روز طائر روح پاک شاں بہ عالم قدس طیران
نمود و بہ رفیق اعلیٰ پیوست۔" [1]

(سنیچر ۲۹ محرم ۱۱۷۶ھ کو جب کہ حضرت اقدس سرہٗ کی عمر شریف کا باسٹھواں سال شروع ہوا تھا) حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ جو سلسلہ نقشبندیہ احمدیہ کے مشہور مشائخ میں سے ہیں مع اپنے احباب کے عیادت کو آئے اور ان کی آمد پر تخلیہ کرایا گیا اور بجز چند مخصوصین کے جن کا طفیلی یہ غلام بھی تھا کوئی اور نہ رہا۔ پھر حلقہ مراقبہ ہوا اور نصف گھنٹہ صحبت گرم رہی۔ جب مجلس مراقبہ ختم ہوئی اور مرزا صاحبؒ نے رخصت چاہی تو اسی وقت مزاج شریف متغیر ہو گیا اور آناً فاناً وصال ظاہر ہوئے اور اسی روز وقت ظہر طائر روح پاک نے عالم قدس کی جانب پرواز کی اور رفیق اعلیٰ سے واصل ہو گیا۔ "جنید عصر برفت از جہاں"
۱۱۷۶

---

[1] القول الجلی فی ذکر آثار الولی۔ ملفوظ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ للشیخ محمد عاشق پھلتیؒ ص: ۲۶۳ کتب خانہ خانقاہ کاظمیہ کاکوری۔